درس قرآن

جناب پروفیسر مقبول احمد [illegible]

ولقد ارسلنا نوحًا الیٰ قومہ فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عامًا فاخذھم الطوفان وھم ظالمون ۔

اور بھیجا ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف پس رہے آپ ان میں پچاس برس کم ایک ہزار سال پھر آپکڑا ان کو طوفان نے اور وہ تھے ظالم ۔

بعثت نبویؐ کے بعد ابھی چند برس ہی گزرے تھے کہ مشرکین مکہ کی طرف سے شدید مخالفت اور اذیت رسانی پر آپ کبیدہ خاطر ہونے لگے ۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو تسلی وتشفی دیتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کی بدسلوکی اور مخالفت پر آپ پریشان نہ ہوں ۔ مشرکین ہر دور میں اپنے نبیوں کے ساتھ یہ ہی سلوک کرتے رہے ہیں ۔ آپ کو تو ابھی چند برس ہی دعوت و تبلیغ میں گزرے ہیں اپنے بھائی نوح علیہ السلام کو دیکھئے کہ انہوں نے اپنی عمر عزیز کا نہایت قیمتی حصہ اپنی قوم کو سمجھانے میں صرف کر دیا مگر چند افراد کے سوا پوری قوم راہ ہدایت پر آنے کی بجائے فسق و فجور میں مزید بڑھ گئی ۔ مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار پانچ صد سال تھی ۔ اور قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اس عمر میں سے نو صد پچاس سال آپ نے دعوت توحید میں صرف کر دیئے مگر انہیں مایوسی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا ۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نوح علیہ السلام کا واقعہ بتا کر تسلی دی ہے ۔ آپ فرماتے ہیں ۔

ھذہ تسلیۃ من اللہ تعالیٰ لعبدہ ورسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یخبرہ عن قوم نوحؑ انہ مکث فی قومہ ھذہ المدۃ یدعوھم الی اللہ تعالیٰ لیلاً ونہاراً وسراً وجہاراً ومع ھذا مازادھم ذالک الا فراراً عن الحق واعراضا عنہ وتکذیبا لہ وما آمن معہ الا قلیل ۔

اس آیت میں اللہ پاک نے اپنے بندے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تسلی دی ہے کہ نوح علیہ السلام اس قدر طویل عرصہ اپنی قوم کو توحید کی طرف بلاتے رہے ۔ انہوں نے دن اور رات ایک کر دیا ۔ انہوں نے ظاہری اور خفیہ طور پر بھی تبلیغ کی مگر ان کی قوم مزید بگڑ گئی ۔ انہوں

نے اور زیادہ منہ موڑ لیا اور تکذیب کی اور ان پر چند افراد کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبیؐ ہیں جن کی قوم شرک میں مبتلاء ہوئی اور ان کی طرف آپ کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔ قوم نوح علیہ السلام کس قسم کے شرک میں مبتلا تھی اور یہ لعنت ان میں کس طرح پھیلی یہ بات کوئی سربستہ راز نہیں۔ قرآن مجید احادیث اور تاریخ کی کتب میں اس کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں۔ دنیا میں شرک پھیلنے کی صرف دو وجوہات ہیں۔ ایک کواکب پرستی اور دوسری بزرگان دین سے محبت و عقیدت میں غلو اور زیادتی، قوم نوح علیہ السلام اس دوسری قسم کے شرک میں مبتلا تھی۔ مگر ان میں یہ بت پرستی یکایک اور فوراً نہ آگئی تھی پہلے پہل لوگوں نے محض یادگار کے طور پر اپنے فوت شدہ اسلاف کے مجسمے تراشے۔ پھر بعد میں آنے والی نسل نے ان کے قرب اور جوار کو باعث رحمت و برکت سمجھا اور پھر بعد کے جہلاء نے ان سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کی دعائیں کرنا شروع کر دیں۔ کسی نے اولاد کے لیے اور کسی نے صحت و عافیت کی خاطر ان کے سامنے سجدہ کیا۔ بعض نے بارش اور بعض نے ذاتی حوائج و ضروریات کے لیے ان کی پوجا و پرستش شروع کر دی۔ قوم نوح علیہ السلام کے اس شرک کے متعلق ہی حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔

والسبب الثانی عبادۃ القبور والاشراک بالاموات و ھو شرک قوم نوح علیہ السلام وھو اول شرک طرق العالم وفتنتہ اعم واھل الابتلاء بہ اکثر وھم جمھور اھل الاشراک۔

اور شرک کا دوسرا سبب قبر پرستی اور مردوں کو اللہ کا شریک بنانا ہے۔ اور قوم نوح علیہ السلام اسی شرک میں مبتلا تھی اور یہ ہی شرک ہے جو سب سے پہلے دنیا میں پھیلا۔ اور اس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں اور یہ شرک عام ہے۔

گویا قبر پرستی اور فوت شدگان کی پوجا کا شرک عوامی شرک ہے اور اس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں۔

قوم نوح علیہ السلام جن بزرگوں کے مجسموں اور خود تراشیدہ بتوں کی پوجا کرتی تھی ان کے نام قرآن مجید کی سورۃ نوح میں مذکور ہیں۔ جب حضرت نوح علیہ السلام نے صبح و شام وعظ و ارشاد کیا تو آپ کی قوم میں سے سرکردہ معاندین نے لوگوں سے کہا۔

وقالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن وداً ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا۔ (سورۃ نوح)

اور انہوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑو۔ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو مت چھوڑو۔

یہ پانچوں نام ان بتوں کے ہیں جن کی قوم نوح پوجا کرتی تھی۔ اور دراصل یہ پانچوں نیک اور

بزرگ لوگ تھے۔ جن کی وفات کے بعد ان کی محبت وعقیدت کی آڑ میں ان کے بت تراشے گئے اور پھر ان کی پوجا شروع کر دی گئی۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

ھذہ اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطٰن الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون فیھا انصابا وسموھا باسماء ھم ففعلوا ولم تعبد حتی اذا ھلک اولئک ونسی العلم عبدت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، سے بخاری شریف ہی میں اس قول کے ساتھ یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ قوم نوح کے یہ بت بعد ازاں عرب میں آگئے۔ ودتیت دومۃ الجندل میں بنی کلاب، سواع بنی ہذیل یغوث، بنی مراد، یعوق، بنی ھمدان اور نسر بنی حمیر کے ہاں تھے۔

حافظ ابن جریر فرماتے ہیں:۔

عن محمد بن قیس ان یغوث ویعوق ونسر کانوا قوما صالحین من بنی آدم وکانت لھم اتباع یقتدون بھم فلما ماتوا قال اصحابھم لو صورنا ھم کان اشوق لنا الی العبادۃ فصورھم فلما ماتوا وجاء اخرون دب الیھم ابلیس فقال انما کانوا یعبدونھم وبھم یسقون المطر فعبد وھم۔

محمد بن قیس فرماتے ہیں کہ یغوث، یعوق اور نسر نیک لوگ تھے۔ ان کے پیروکار بھی تھے جب یہ مر گئے تو پیروکاروں نے کہا اگر ہم ان کے مجسمے بنا لیں تو شاید اس طرح زیادہ شوق سے عبادتِ الٰہی، کر سکیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا کہ ان کے مجسمے بنا لیے۔ جب یہ لوگ بھی مر گئے تو ان کے پسماندگان کے پاس شیطان لعین آیا اور اس نے کہا کہ تمہارے اسلاف تو ان کی پوجا کرتے تھے اور ان سے ہی بارش مانگا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی پوجا شروع کر دی۔

مفسر قرطبی فرماتے ہیں۔

انما صوروا ائلھم الصور لیتا سوا بھم ویتذاکروا افعالھم الصالحۃ فیجتھدوا کاجتھاد ھم ویعبدوا اللہ عند قبورھم ثم خلفھم قوم جھلوا امرادھم فوسوس لھم الشیطٰن ان اسلافھم کانوا یعبدون ھذہ الصور ویعظمونھا۔

پہلے لوگوں نے مورتیاں اس نیت سے بنائیں کہ وہ ان بزرگوں کی اقتداء کر سکیں ان افعالِ اعمالِ صالح کو یاد کر سکیں اور ان کی طرح عبادتِ الٰہی، میں محنت کر سکیں اور ان کی قبروں کے پاس اللہ کی عبادت کریں لیکن ان کے بعد آنے والوں کے دل میں شیطان نے یہ خیال ڈالا کہ ان کے آباؤ اجداد

تو ان دو مورتیوں کی پوجا کرتے اور ان کی تعظیم کیا کرتے تھے ۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ، محمد بن قیس ، امام ابن جریر اور امام قرطبی کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ قوم نوح علیہ السلام میں بتوں کی پوجا یکایک اور اچانک شروع نہ ہوئی تھی ۔ سب سے پہلے غالی عقیدت مندوں نے محض تبرک اور یادگار کے طور پر مجسمے تراشے ۔ اور شیطانی وسوسے کے زیر اثر یہ خیال کیا کہ ان بزرگوں کی مورتیوں اور قبروں کے قریب زیادہ انہماک اور توجہ سے عبادت الٰہی ہو سکے گی ۔ بالکل ویسے ہی جیسے آج کل جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ مشہور مزارات اور بزرگان دین کی قبروں سے ملحقہ مساجد میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب اور قرب الٰہی کا سبب ہے ۔ پھر آہستہ آہستہ ان فوت شدگان بزرگوں کی قبروں اور بتوں سے دعائیں مانگی جانے لگیں ۔ ان کو وسیلہ سمجھ کر ان سے حاجت برآری کے لیے سوال کئے جانے لگے ۔ وہاں پر بیٹھ کر ذکر اذکار ہونے لگے ان کے مزارات کو عرق گلاب سے غسل دیئے جانے لگے ۔ اور ان پر قمقمے روشن ہونے لگے اور پھر ان کی پوجا شروع ہو گئی اور ان سے دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے سفارشیں کروائی جانے لگیں ۔ اور آخر کار شیطان لعین نے ان کے دلوں میں یہ بات بھی راسخ کر دی کہ وہ ان قبروں اور مشاہد و مزارات پر جو کچھ کر رہے ہیں وہ عین محبت و عقیدت کا تقاضا ہے اور جو لوگ اس سے منع کرتے ہیں وہ گستاخ ، بے ادب اور اولیاء اللہ کے منکر ہیں ۔ جہلاء کے علاوہ بعض نام نہاد علماء بھی ابلیس لعین کے دام ہم رنگ زمین اور اس شیطانی زلف گرہ گیر کے اسیر ہو گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جس شخص نے بھی انہیں توحید کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے کی کوشش کی وہ اس کی جان و مال اور عزت و ناموس کے دشمن ہو گئے ۔ اس پر طرح طرح کے بہتان لگائے اور لوگوں کو اس سے کبھی وہابی اور کبھی نجدی کہہ کر متنفر و بدظن کرنے کی کوشش کی ۔ مگر

والله متم نوره ولو كره المشركون

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر علماء کرام کے اقوال و ارشادات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قوم نوح علیہ السلام حقیقی شرک میں اس وقت مبتلا ہوئی جب اس سے پہلے اس شرک کے وسائل و اسباب مہیا ہو چکے تھے ۔ اگر پہلے لوگ اسباب مہیا نہ کر چکے ہوتے تو شاید قوم نوحؑ اس لعنت میں گرفتار نہ ہوتی اور نہ ہی اس گندگی و غلاظت سے اپنے دامن کو ناپاک کرتی ۔ لہٰذا جس قدر شرک حقیقی بدترین گناہ ہے اسی قدر وہ اسباب و وسائل بھی بدترین گناہ ہیں جو شرک حقیقی میں مبتلا ہونے کا سبب بنتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام میں جہاں شرک حقیقی کو حرام قرار

دیا گیا ہے وہاں ان اسباب اور وسائل کو بھی حرام قرار دے دیا گیا ہے جو اس تک پہنچاتے ہیں اگرچہ شرک حقیقی تک لے جانے والے اسباب بہت سے ہیں لیکن ان میں سے چند ایک اہم یہ ہیں۔

ا۔ شخصیت پرستی میں غلو دنیا کا اوّلین شرک کدہ قوم نوح علیہ السلام کی بستی تھی جیسا کہ پہلے تفصیلاً بیان ہو چکا ہے اور اس کے رہنے والے شرک میں مبتلا ہی اس لیے ہوئے کہ انہوں نے اپنے صلحاء اور اولیاء کے بارہ میں غلو اور افراط سے کام لیا۔ جو لوگ محض بندگانِ خدا تھے انہیں خدا بنا دیا۔ جو عابد تھے انہیں معبود بنا دیا۔ اور یہ اندازِ فکر جہلاء اور نام نہاد علماء میں بعد ازاں بھی قائم رہا اہلِ کتاب نے اپنے انبیاء کے ساتھ یہ ہی سلوک کیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام جو کہ محض اللہ کے بندے اور رسول تھے انہیں اللہ کا بیٹا بلکہ جزو اللہ بنا دیا اور ظلم کی بات یہ ہے کہ اس فاسد عقیدہ میں ہی حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت سمجھی۔ حضرت مسیحؑ کی طرح حضرت عزیرؑ کے ماننے والوں نے بھی انہیں ابن اللہ بنا دیا۔ انبیاء کے بارہ میں اس غلو کی ممانعت کرتے ہوئے ہی اہلِ کتاب کو خطاب کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق۔

اے اہلِ کتاب نہ غلو کرو اپنے دین میں اور نہ بولو اللہ پر مگر حق بات۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اہلِ کتاب حضرت مسیحؑ کی تعظیم میں اسقدر افراط اور غلو نہ کرو کہ ان کو مخلوق کے مقام سے اُٹھا کر خالق کے مقام پر بٹھا دو۔ اور اے یہود تم بھی عزیر علیہ السلام کو وہ نہ ثابت کرنے کی کوشش کرو جو وہ نہیں ہے۔ وہ صرف اللہ کا بندہ ہے اس کا بیٹا نہیں ہے۔ اور ایسا کہہ کر تم ان کی عزت افزائی نہیں بلکہ توہین کر رہے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس بات کا خدشہ اور خوف تھا کہ کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح ان کے اُمتی بھی آپ کی ذات کے بارہ میں غلو اور افراط کا شکار نہ ہو جائیں اس لیے آپ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا۔

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم انما انا عبد فقولوا عبداللہ ورسولہ (بخاری مسلم)

مجھے اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کو کیا۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں۔ تم بھی مجھے صرف اللہ کا بندہ اور رسول کہو۔

"اطراء" کا معنی جھوٹی تعریف کے ہیں۔ گویا جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مناقب میں حد مقررہ سے تجاوز کر جاتا ہے اور اپنی تعریف میں سچ کے ساتھ جھوٹ کا عنصر بھی شامل

کر لیتا ہے تو ایسا شخص مدح و تعریف میں اطراء کرتا ہے جیسا کہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کیا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و رسل اور علماء و اتقیاء امت کے بارہ میں محبت و عقیدت کے جذبات کو وہ حد پار نہیں کرنی چاہیے جس کے بعد ان کی تعریف میں جھوٹ اور کذب بیانی کا عنصر شامل ہو جاتا ہے ۔ یہود و نصاریٰ نے ایسا کیا اور انہوں نے یہ کچھ بدنیتی سے نہیں کیا ۔ بلکہ محض حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت میں کیا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اس غلو کی بدولت شرک حقیقی میں مبتلا ہو گئے ۔ افسوس آج ہم جب اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنی حالت یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر نظر آتی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ہمارے وہ عقائد و نظریات ہیں کہ جنہیں سن کر یہود و نصاریٰ بھی شرما جائیں انہوں نے تو اپنے نبیوں کو محض اللہ کا بیٹا بنایا مگر ہم نے آپ کو نعوذ باللہ عین اللہ ہی بنا دیا ۔ اسی طرح حضرت علیؓ ، حضرت حسینؓ ، پیر عبدالقادر جیلانیؒ سید علی ہجویریؒ اور دیگر اولیاء اللہ کے متعلق محبت میں اس قدر غلو کیا کہ انہیں بندگی اور عبودیت کی مسند جلیلہ سے اٹھا کر صفاتِ باری تعالیٰ سے متصف کر دیا ۔ کسی کا نام غوث اعظم اور کسی کا دستگیر رکھ دیا انہیں مشکل کشا اور حاجت روا سمجھ لیا ۔ یہ سب کچھ شخصیت پرستی میں غلو اور افراط کا نتیجہ ہے ۔ اولیاء اللہ اور صالحین امت سے محبت رکھنا برحق ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں خدا کا شریک بنا دیا جائے ۔

۲۔ قبروں کے قریب عبادت کرنا نماز افضل ترین عبادت ہے ۔ اسی طرح قرآن خوانی اور ذکرِ الٰہی سے رطب اللسان رہنا نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ صفت ہے مگر جب کوئی شخص یہ خیال کرے کہ فلاں بزرگ کے مزار کے پاس نماز پڑھنے یا وہاں بیٹھ کر تلاوت کرنے یا ذکر اذکار میں مصروف رہنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے ۔ یا دل کی زیادہ صفائی ہوتی ہے تو یہ بات بھی شرک حقیقی میں مبتلا ہونے کا ایک نہایت اہم سبب ہے ۔ اسی لیے اسلام نے قبروں پر مسجدیں بنانے اور ان میں عبادت کرنے سے منع کر دیا ہے ۔ عیسائی بھی شروع شروع میں ایسا ہی خیال کرتے تھے ۔ جب کوئی نبی یا نیک شخص وفات پا جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے تھے اور پھر بڑے اہتمام سے اس مسجد میں عبادت کرتے اور یہ سمجھتے کہ اس نبی اور مردِ مومن کے جوار میں عبادت کرنے سے بہت زیادہ تزکیہ نفس اور توجہ الی اللہ حاصل ہوتی ہے ۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گرجا کی بابت بتایا جو کہ آپ نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا کہ وہاں اس گرجا میں تصویریں بھی ہیں ۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا ۔

اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح او العبد الصالح بنوا على قبره مسجداً و صوروا فيه تلك الصور اولئك شرار الخلق عند الله ۔

ان لوگوں میں جب کہ نیک انسان مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں ایسی تصویریں بنا لیتے اللہ کے نزدیک یہ بدترین لوگ ہیں ۔

بخاری اور مسلم ہی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے بالکل اخری لمحات میں جب کہ موت کی تلخیوں کی وجہ سے آپ کبھی اپنا چہرہ مبارک ڈھانپ لیتے اور کبھی ننگا کر لیتے فرمایا ۔

لعنة الله على اليهود والنصارىٰ اتخذوا قبور انبياءهم مساجد ۔

اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو ۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں پر عبادت گاہیں بنا لیں ۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔

يحذر ما صنعوا ، ولولا ذالك ابرز قبره غير انه خشي ان يتخذ مسجداً ۔

آپ ان کے فعل سے لوگوں کو ڈرا رہے تھے اور اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ آپ کی قبر کو بھی مسجد بنا لیا جائے گا تو آپ کی قبر (حجرہ کی بجائے) عام قبرستان میں بنا دی جاتی ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ آپ کی قبر جنت البقیع میں کیوں نہ بنائی گئی جہاں کہ آپ کے دیگر انصار و مہاجرین صحابہ کرامؓ مدفون تھے ۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہاں پر آپ کی قبر کو سجدہ گاہ یا اس پر مسجد بنانے کا خطرہ تھا ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسا بندوبست فرمایا کہ آپ کی قبر جنت البقیع کی بجائے حجرہ عائشہؓ ہی میں بنا دی گئی ۔ جہاں کہ اس بات کا خدشہ نہ تھا ۔

مسلم شریف میں حضرت جندب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

الا وان من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور انبياءهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانى انهاكم عن ذالك ۔

خبردار تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں کی قبروں پر مسجدیں بنا لیا کرتے تھے ۔ خبردار تم قبروں پر مسجدیں نہ بنانا میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تم سے پہلے لوگ

اپنے نبیوں کی قبروں پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ ان قبروں کے پاس اللہ کی عبادت اس نیت سے کرتے تھے کہ اس طرح ان انبیاء کی تعظیم ہوگی۔ اور عبادت میں نکھار پیدا ہوگا۔ بالکل جس طرح کہ آج کل بھی کئی لوگ مشہور درباروں پر باقاعدہ جاکر نمازیں ادا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بہت بڑی نیکی کا کام کیا ہے۔ حالانکہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر منع کیا ہے کیونکہ یہ عمل بھی شرک حقیقی کی طرف لے جاتا ہے۔ اسی طرح مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ بدترین لوگ ہیں۔ ایک وہ جو قیام قیامت کے وقت زندہ ہوں گے اور دوسرے وہ جو "یتخذون القبور مساجد" قبروں کو مسجدیں یا سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر خواہ وہ نبی کی ہو یا کسی ولی اور شہید کی مسجد بنانا ممنوع ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قبرستان میں نماز ادا کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے منع فرمایا ہے کہ وہاں کی مٹی مردوں کی ہڈیوں اور گوشت کی غلاظت کی وجہ سے نجس ہوتی ہے مگر یہ توجیہ قرینِ عقل و قیاس نہیں۔ اس لیے کہ عام قبرستان کے علاوہ نبی کی قبر پر بھی مسجد بنانا ممنوع ہے اور اگر ایسی مسجد بن گئی ہو تو وہاں نماز پڑھنا جائز نہیں ہوتا حالانکہ نبی کا جسم اطہر نجس نہیں ہوتا اور وہاں کی زمین پاک ہوتی ہے حالانکہ وہاں بھی مسجد بنانا منع ہے۔

۳۔ پختہ قبریں بنانا اور وہاں چراغاں کرنا

قبروں کا پختہ بنانا، ان پر قبے بنانا بھی شرک جلی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے قبروں کو پختہ بنانا منع فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ،

نھی ان یجصص القبر او یبنی علیہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر قبہ وغیرہ بنانے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کی روشنی ہی میں حافظ ابن قیمؒ نے فرمایا۔

یجب ھدم القباب التی بنیت علی القبور لانھا اسست علی معصیۃ الرسول۔

قبروں پر بنائے گئے قبوں اور گنبدوں کو گرانا واجب ہے کیونکہ ان کی تعمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی ہے۔

قبروں پر تعمیرات بنانے کی طرح ان پر چراغاں کرنا بھی ممنوع ہے سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ۔

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کی زیارت کے لیے جاتی ہیں ان لوگوں پر بھی لعنت فرمائی جو ان پر مساجد بناتے ہیں اور ان پر دیئے جلاتے ہیں (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں پر موم بتیاں جلانا، اگر بتیاں جلانا اور کسی قسم کا چراغاں کرنا یا انہیں قمقموں سے روشن و منور کرنا بھی ناجائز ہے اس میں مال و دولت کا ضیاع بھی ہے اور قبروں کی بے تعظیمی بھی ہے ۔

۴۔ اولیاء اللہ کی قبروں کی تعظیم میں غلو جس طرح انبیاء اور صلحاء کی ذات کے بارہ میں غلو کرنے سے شرک جلی میں انسان کے مبتلا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اسی طرح ان کی قبروں کی تعظیم میں بھی افراط اور غلو سے انسان کے شرک جلی میں مبتلاء ہونے کا خطرہ ہوتا ہے ۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد ۔
اے اللہ میری قبر کو وثن نہ بنانا کہ اس کی عبادت کی جانے لگے ۔ (مؤطا)
مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ۔
اللھم لا تجعل قبری وثنا لعن اللہ قوماً اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد ۔
اے اللہ میری قبر کو وثن نہ بنانا کہ اس کی پرستش کی جانے لگے ۔ اللہ کی لعنت ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں کی تعظیم میں غلو بھی شرک میں مبتلا ہونے کا سبب ہوتا ہے ۔ اللہ تعالٰی نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کی قبر کو وثن بننے سے محفوظ رکھا۔ اس حدیث سے لفظ وثن اور صنم میں فرق بھی معلوم ہوا ۔
صنم میں اس لکڑی، پتھر اور اینٹ گارے سے بنے ہوئے مجسمے اور تراشیدہ بت کا نام ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے اور وثن عام ہے خواہ وہ بت اور مجسمے کی شکل میں ہو یا قبر، تابوت یا صلیب کی شکل میں ہو۔ ہر وہ چیز جس کی خواہ کوئی بھی شکل و صورت ہو جب اسے معبود بنا لیا جائے تو وہ وثن کہلائے گی ۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی پوجا شروع ہو جاتی تو وہ وثن بن جاتی مگر اللہ نے اس کو معبود بننے سے محفوظ و مامون رکھا ۔ ابن قیم فرماتے ہیں ۔
فاجاب رب العلمین دعاءہ ۔ واحاطہ بثلاثۃ الجدران حتی غدت ارجاءہ

بدعاتہ - فی عزة و حمایة و صیانت -

یہ ہیں وہ اہم اسباب و رسائل جو کسی امت کو مشرک بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں اور قوم نوح بھی ان ہی اسباب کی وجہ سے شرک حقیقی میں مبتلا ہو گئی جن کی اصلاح کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ مگر ماسوائے چند افراد کے کسی نے ان کی بات نہ سنی اور وہ آخرکار غرقاب ہو گئے۔ اور صرف نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے ہی بچ سکے۔

بقیہ: تصریحات

حق کے کسی متوالے نے کہا تھا۔ ع

دین حق را چہار مذہب ساختند رخنہ در دین نبی انداختند

دنیا بھر کے مسلمانوں، مسلمان حکمرانوں اور خصوصاً حکومت پاکستان کو ایسے عناصر کی نہ صرف گوشمالی کرنا چاہیے نہ صرف حوصلہ شکنی کرنا چاہیے بلکہ انہیں عبرت ناک سزا دینا چاہیئے پاکستان میں حجاز کانفرنس نام کے اجتماع فرقہ پرستی، فرقہ آرائی اور مسلمانوں کی وحدت و سالمیت کو پارہ پارہ کرنے کا پیش خیمہ ہیں۔ ان کی اس شوغہ آرائی سے جہاں یہود کو مسرت و شادمانی حاصل ہوگی وہاں سعودی حکومت سے پاکستان کے تعلقات متاثر ہونے کا اندیشہ بھی یقینی ہے۔ حکومت پاکستان کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر حالات و ظروف کا صحیح تجزیہ کر کے اس فتنہ کو مکمل کنٹرول کرنا چاہیے۔ کچھ لوگ اپنی قیادت و لیڈری کی دوکان چمکانے کے لیے آئے روز نت نئے نئے فتنے اُٹھاتے رہتے ہیں۔ یہ فتنہ پردازی یہ شوغہ آرائی یہ گروہ بندی، یہ تکفیر بازی ملک کی سالمیت اور بقا کے یکسر منافی بلکہ تباہی کا پیش خیمہ ہے بعض نام نہاد قومی اخبار ایسے فرقہ پرست، فرقہ باز اور انتشار پسند مولویوں کو کھل کھیلنے اور نئے نئے فتنے اُٹھانے کے مواقع مہیا کرتے رہتے ہیں۔ ان کا یہ منفی کردار بالکل نامناسب اور غیر موزوں حرکت ہے۔

(محمد اسلم سیف)

وی۔ پی۔ آ رہا ہے: جن معاونین کرام کا سالانہ زر تعاون ختم ہو چکا ہے ان کے نام پرچہ بذریعہ وی، پی بھیجا جا رہا ہے۔ جس کا وصول کرنا ان کا دینی، جماعتی اور اخلاقی فریضہ ہے۔

● دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ بصورت دیگر تاخیر کا ادارہ ذمہ دار نہ ہو گا۔

(مینجر)